والدین ہماری جنت

ڈاکٹر فرحت ہاشمی

eBook

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا؟ قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (ابن ماجه)

”اے اللہ کے رسول ﷺ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا تیری جنت و دوزخ وہی دونوں ہیں“۔

یقیناً رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد بندوں میں سے سب سے بڑا حق والدین کا حق ہے۔ جس نے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا وہ دنیا وآخرت کے بھلائیاں سمیٹ گیا اور جس نے ان کو ستایا اس کے لئے دنیا وآخرت کی رسوائیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے ساتھ نیک سلوک کی توفیق دے۔

رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (آمین)

زیرِ نظر کتابچہ ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے آڈیو لیکچر ”والدین ہماری جنت“ سے تیار کیا گیا ہے اس لئے عبارت میں تحریر سے زیادہ گفتگو کا انداز غالب ہے۔

شعبہ نشر واشاعت
الھدیٰ انٹرنیشنل
24 مارچ 2005

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم

والدین ہماری جنت

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اور باقی ساری مخلوق کو ہمارے فائدے کیلئے پیدا کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں،

خَلَقَ لَكُمْ مَّافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا..... (البقرہ: ۲۹)

"اس نے تمھارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سارے کا سارا"

اگر ہم غور کریں تو دیکھیں گے کہ ہمارے آس پاس اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور یہ ساری نعمتیں ایسی ہیں کہ جن میں ہمارے لئے فائدے بھی ہیں اور بہت بڑا اسبق بھی ہے۔ جب بھی سبزے کو دیکھیں تو یہ ہمارے لئے ٹھنڈک کا باعث بنتا ہے۔ اگر کسی دریا یا سمندر کے کنارے چلے جائیں تو انھیں دیکھ کر ہمارے اندر ایک خاص قسم کی راحت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ رات کے وقت اگر آسمان کو دیکھیں تو آسمان پر پھیلے اور چمکتے ہوئے تارے گہری طمانیت بخشتے ہیں۔ اگر پہاڑوں پر چلے جائیں تو وہاں جا کر بھی ایک خاص قسم کی خوشی کا احساس ہوتا ہے۔ ہماری کیفیات بدل جاتی ہیں۔ غرض قدرت کی کوئی بھی چیز دیکھیں تو ہمارے اندر ایک سکون اور خوشی پیدا ہوتی ہے لیکن اگر ہم غور کریں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تو ایک اہم نکتہ جو سب میں مشترک نظر آتا ہے وہ یہ کہ کائنات کی یہ تمام چیزیں اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے کاموں میں مشغول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگی ہیں۔

ان میں سے کوئی بھی چیز اگر اپنے دائرے کو توڑ دے یا دائرے سے باہر نکل

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جائے تو یہ ساری پرسکون چیزیں ہمارے لئے ایک خوفناک منظر پیش کریں گی۔مثلاً رات کو چمکتے تارے سکون بخشتے ہیں،تھوڑی دیر کے لئے سوچئے کہ اگر یہ تارے ٹوٹ کرزمین پر آنا شروع ہو جائیں تو ہمارے سکون کا کیا عالم ہوگا؟ یہی سکون،خوف اور پریشانی میں بدل جائے گا۔آپ سمندر کے کنارے پکنک منانے گئے ہیں۔لیکن اگر سمندر کی لہریں اپنی حدود کو توڑ کر آپ کی طرف بڑھنے لگیں (جیسا کہ 26 دسمبر 2004 کے روز دنیا کے کئی ملکوں میں سونامی طوفان سے تباہی ہوئی) تو آپ کا سکون اور خوشی ختم ہو کر رہ جائے گی۔اسی طرح اگر یہ درخت یا پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر چلنا شروع کر دیں اور ٹک کر نہ رہیں۔اگر زمین ہچکولے کھانے لگے جیسا کہ کبھی زلزلے میں تھوڑی دیر کے لئے ہلتی ہے تو سب جانتے ہیں کہ ایک عجیب سا خوف اور بے سکونی طاری ہو جاتی ہے۔

ان تمام چیزوں میں انسان کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے اور وہ سبق کیا ہے؟ کہ انسان بھی اگر اپنی حدود کے اندر رہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو اس کی ذات بھی دوسروں کے لئے سکون،خوشی اور راحت کا باعث بن جائے گی۔لیکن کوئی بھی ایسا انسان جو اپنی حدود میں نہ رہے یا انہیں توڑ دے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے بجائے ان پر ظلم و زیادتی کرنا شروع کر دے تو ایسے انسان سے سب خوف کھانے لگیں گے۔چور اور ڈاکو کا نام آخر خوف زدہ کرنے والا کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ وہ اپنی حدود سے باہر نکل کر دوسروں کا حق چھینتے ہیں۔لیکن یہ تو ایک انتہائی درجہ کی مثال ہے۔

روزمرہ زندگی میں عام انسان جو بظاہر نقصان دہ نظر نہیں آتے مگر بسا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اوقات جب وہ اپنی حدود توڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے۔اس کی مرضی پر چلنے کے بجائے اپنی مرضی پر چلتے ہیں۔تو نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ یہی کہ وہ دوسروں کے لئے باعث سکون بننے کے بجائے مصیبت بن جاتے ہیں۔مثلاً اگر کوئی شخص اپنی زبان کا استعمال حد کے اندر رہ کر نہ کرے تو وہ دوسروں کا دل توڑنے کا سبب بن جائے گا۔اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ کا استعمال سوچ سمجھ کر نہ کرے تو وہ دوسروں کے لئے اذیت کا سبب بن جائے گا۔اسی طرح حقوق العباد کا معاملہ بھی ہے بندوں کے حقوق اگر کوئی شخص صحیح طور پر ادا نہیں کرتا تو وہ دوسروں کے لئے باعث مصیبت بن جاتا ہے۔

انسانوں کی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے نظام ہی ایسا ترتیب دے رکھا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ ہر انسان کو کسی نہ کسی حوالے سے دوسرے کا ساتھ چاہئے ہوتا ہے۔لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کا ساتھ انسان کے لئے باعثِ سکون ہوتا ہے؟ کون سا انسان دوسرے انسانوں کے لیے خوشی کا باعث ہوتا ہے؟ وہی،جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں، جو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والا ہو، جو دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔تو آیئے دیکھتے ہیں کہ حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق اور ان ذمہ داریوں کو جاننا، محسوس کرنا اور ادا کرنا کتنا ضروری ہے۔اور ان میں سب سے پہلا حق کس کا ہے؟ قرآن وحدیث سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

والدین کے حقوق

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی عبادت کے بعد جن ہستیوں کی اطاعت اور شکرگزاری کا ہمیں حکم دیتے ہیں وہ ہمارے والدین ہیں۔لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ والدین شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ بچے بات نہیں سنتے ، بچے بات نہیں مانتے ، گویا بچے اپنی حدود میں نہیں ۔ وہ اپنی حدود پار کرتے ہیں جس کے سبب وہ اپنے ماں باپ کے لئے تکلیف کا سامان پیدا کرتے ہیں ۔ چند ایک باتیں قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں والدین کے حقوق اور ان کے مقام و مرتبہ کے بارے میں ذکر کی جائیں گی تا کہ ہم حقوق العباد کے سلسلے میں اپنی پہلی اور اہم ترین ذمہ داری کو ادا کرسکیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ اگر انسان سے اپنے رب کے حق میں کچھ کمی ہو جاتی ہے تو رب اُسے معاف کرنے والا ہے۔لیکن بندے جب بندوں کا حق ادا نہیں کرتے تو ان کی کوئی معافی نہیں ، جب تک کہ بندے خود معاف نہ کردیں اور خصوصاً ہمارے والدین۔اگر کوئی شخص اپنے والدین کو ناراض کررہا ہے، اگر کوئی اولاد اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں، ان کے لئے خوشی کا باعث نہیں، تو اسے سوچنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے کیا کمارہا ہے۔؟ اسی سے متعلق ابنِ ماجہ میں سیدنا ابوامامہؓ کی بیان کردہ روایت بیان کرتے ہیں۔

اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ.

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "ماں باپ ہی تمھاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی تمھاری دوزخ"۔

یعنی اگر ماں باپ تم سے راضی اور خوش ہوئے تو ان کی دعاؤں سے دنیا اور آخرت دونوں جنت ہو جاتے ہیں اور اگر ماں باپ کو ناراض کیا تو پھر کوئی سکون اور چین نہ پاؤ گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وبالوالدین احسانا** .... (الاسراء:۲۳)

"والدین کے ساتھ احسان کرو" یعنی والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلصَّلَاةُ عَلٰی وَقْتِهَا. قَالَ: ثُمَّ اَیُّ ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ: ثُمَّ اَیُّ؟قَالَ اَلْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ.

میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "وہ نماز جو وقت پر ادا کی جائے" میں نے پھر پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا، "ماں باپ کے ساتھ احسان" یعنی اچھا سلوک۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا، "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا" تو گویا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا حقوق اللہ کے ادا کرنے کے بعد سب سے پہلی ذمہ داری ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو اسے چاہئے کہ ماں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

باپ کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کرے"۔(الترغیب والترہیب)
اس سے پتا چلتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں پانے کا راستہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

والدین کے ساتھ احسان کی صورتیں

قرآن پاک کا یہ حکم ہے کہ "والدین کے ساتھ احسان کرو" تو احسان کیا ہوتا ہے؟
احسان کا لفظ حسن سے نکلا ہے اور حسن کہتے ہیں خوبصورتی کو۔احسان کا معنی ہے دوسروں پر انعام کرنا اور اپنے عمل میں حسن پیدا کرنا۔دوسروں کو ان کے حق سے بڑھا کر دینا۔گویا احسان کے معنی سے مراد ایسا معاملہ ہے جو خوبصورتی اور عمدگی پر مبنی ہو یعنی اچھا معاملہ ہو اور ماں باپ کو نہ صرف یہ کہ ان کے حق سے بڑھ کر دیا جائے بلکہ ان کی زیادتیوں اور ناراضگیوں کے باوجود ان سے اچھا سلوک اور اچھا رویہ رکھا جائے لیکن یہ سب کچھ کیسے ہو؟ اس کا کیا طریقہ ہے؟

عام طور پر ہم بہت سی باتیں سن اور پڑھ لیتے ہیں لیکن درست طریقہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نیت، کوشش اور چاہنے کے باوجود کچھ نہیں کر پاتے۔تو آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ احسان کی وہ کونسی عملی صورتیں ہیں جنھیں کرنے سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ واقعی ہم نے اپنے والدین کے ساتھ احسان پر مبنی معاملہ کیا۔

شکر گزاری

احسان کرنے کا پہلا طریقہ ماں باپ کی شکر گزاری ہے۔شکر عربی زبان کا لفظ ہے اور شکر کا معنی ہے، کسی نعمت کا احساس اور اس کا اظہار۔نیز اپنے حق سے کم پانے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے باوجود اچھا رویہ رکھنا۔اس کی مثال "دابة الشکور" ہےیعنی وہ گائے جو چارہ تو کم کھائے لیکن دودھ زیادہ دے تو گویا شکر گزار انسان ایسا انسان ہے جو اپنا حق نہ ملنے کے باوجود دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔اولاد عموماً والدین سے یہ شکوہ رکھتی ہے کہ ہمارے ماں باپ نے ہمارے ساتھ بہت زیادتیاں کی ہیں اب ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم ان سے اچھا برتاؤ کریں۔لیکن احسان کا تو مطلب ہی شکر گزاری ہے۔یعنی اگر وہ اچھا نہ بھی کریں تب بھی ان کے ساتھ اچھا ہی کیا جائے۔اُن کا برتاؤ اچھا نہ ہونا اُن کا عمل ہےلیکن ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنا فرض پورا کرنے والے ہوں۔

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ شکر دل کی کیفیت کا نام ہےاوراس کا احساس دل میں ہوتا ہے۔یعنی دل کے خیالات کا مثبت ہونا، دل میں اچھے خیالات کا ہونا ایسے خیالات کا ہونا، جن میں دوسرے کے لئے خیر خواہی ہو۔اگرہم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہتے ہیں اوران کے شکر گزار بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دل کوان کی طرف سے صاف کرنا ہوگا قرآن پاک میں آتا ہے۔اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزِغُ بَیْنَکُمْ...... (الاسراء: 53)" بے شک شیطان تمہارے درمیان پھوٹ ڈالتا ہے"۔یعنی شیطان کا کام تمہارے درمیان وسوسے ڈالنا،اختلاف پیدا کرنا، پھوٹ ڈالنا،تعلقات میں بگاڑ پیدا کرنا ہے۔لیکن اختلافات اورزیادتیوں کے باوجود جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ ایسی منفی باتوں کو بھول جائے تو وہی اس مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہےاورایسا شخص بھی کامیاب ہے۔جو دوسرے کی خیر چاہےاوراس کی اچھی بات کو یادرکھ کراس سے اچھا معاملہ کرےاس کا شکر گزار رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسْ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰه

"جو بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا"

اللہ تعالیٰ خود ہمیں والدین کی شکر گزاری کے لئے کیا احساس دلاتے ہیں: سورۃ لقمان کی آیت نمبر 14 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْناً عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَ الِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ o

"ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی، اس کی ماں نے اس کو تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانے میں ماں کو دو سال لگ گئے اور (ہم نے) حکم دیا کہ شکر گزار بن جاؤ میرے اور اپنے والدین کے، میری ہی طرف تم کو پلٹنا ہے"

تو گویا شکر گزاری دل میں دوسروں کے لئے اچھے خیالات کے پیدا ہونے اور ان کے خلاف دل میں موجود بدگمانیوں کو دور کرنے کا نام ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ان کی بھلائی اور نیکی کو یاد رکھا جائے اور ان کی جانب سے پہنچنے والی تکلیف کو بھلا دیا جائے۔ اگر ماں باپ کوئی زیادتی بھی کر جائیں تو بھی انسان ہونے کے ناطے ان کے احسان اور نیکی کو یاد رکھنا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ انہوں نے ہمیں بچپن میں بہت تکلیفوں سے پالا ہے خصوصاً ماں نے مشقّتوں اور تکلیفوں کے ساتھ پیٹ میں رکھا، جنم دیا، دودھ پلایا اور پرورش کی، لہذا اگر بڑے ہو کر اس سے کوئی کمی بیشی ہو بھی گئی تو وہ تکلیف جو اس نے میرے دنیا میں آنے کے لئے برداشت کی ہے، اسی تکلیف کی بناء پر مجھے اس کے ساتھ اچھا ہی کرنا ہے۔ اس طرح کا خیال انسان کو اچھے رویے پر مجبور

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کرتا رہے گا اور پھر یہ کہ جس کے لئے ہمارے دل میں شکرگزاری ہوتی ہے ہماری زبان سے اس کے لئے کلمہ خیر ہی نکلتا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اولاد اور ماں باپ کے باہمی تعلقات میں کوئی کمی بیشی ہو جاتی ہے، باہمی ناراضگی ہو جاتی ہے تو کچھ اور رشتہ دار دوست وغیرہ بیچ میں موقع سے فائدہ اٹھا کر مداخلت شروع کر دیتے ہیں اور غیر ضروری ہمدردی جتاتے ہیں یا والدین کے خلاف اکساتے ہیں۔ تو ایسے موقعوں پر انسان کو بہت ہوشیار ہونا چاہئے اور اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکالنی چاہئے جو ماں باپ کے خلاف جاتی ہو، شکایت کے باوجود صبر سے ہی کام لینا چاہئے۔

پھر شکرگزاری میں یہ بھی آتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی زبان سے شکریہ کا لفظ بولا جائے اور رویہ میں بھی شکرگزاری ٹپکتی ہو۔

شکوہ شکایت سے پرہیز

شکوہ شکرگزاری کا مخالف ہے یعنی جو شخص شکوے کم کر دے وہ آہستہ آہستہ شکرگزار ہو جاتا ہے اور شکوہ کم کرنے کا مطلب ہے کہ جہاں کہیں کوئی مرضی کے خلاف بات ہو جائے تو اس کا ذکر کم سے کم کریں۔ یاد رکھئے کہ شکوہ محبت کے لئے زہر قاتل ہے اگر آپ کو کسی سے بھی تعلق بگاڑنا ہے تو آپ شکرگزاری کے بجائے شکوے شروع کر دیں آپ دیکھیں گے کہ ایک دن نہیں گزرے گا کہ سب تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ لیکن ہم عموماً دیکھتے ہیں کہ ہمیں ذرا سی کسی کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا کسی کی کوئی بات ناگوار محسوس ہوتی ہے تو ہم اس کے پچھلے سارے احسان بھول کر اسی ایک ناپسندیدہ بات کو پکڑ لیتے ہیں اور ساری خوشیوں پر پانی پھیر دیتے ہیں،

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ساری خوشیوں کو بھٹی میں جھونک دیتے ہیں۔ یہ رویہ خود ہمارے لئے تکلیف کا باعث اور نقصان دہ ہوتا ہے اس لئے جب کبھی منفی خیالات دل میں آنے لگیں تو فوراً دوسرے کی مثبت باتوں اور احسانات کو یاد کرنا چاہیئے۔

والدین کو خوش رکھنا

والدین کے ساتھ احسان کے ضمن میں یہ بھی آتا ہے کہ والدین کو خوش رکھنے کی کوشش کی جائے۔اس بارے میں ایک حدیث مبارک ہے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: رَضَا الرَّبِّ فِی رَضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدَ

(ترمذی، ابن حبان، حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے" (ترمذی)

یعنی اگر ہمیں اُن سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تو بھی اپنے طور پر انہیں خوش رکھنے کی کوشش کی جائے۔اور یہ کام وہی کرسکتا ہے جس کے اندر برداشت وتحمل ہو۔جس شخص میں برداشت کی کمی ہو وہ یہ نیکی نہیں کرسکتا اور برداشت کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کہ انسان خلاف منشاء کچھ سن کر بھی سنی ان سنی کردے۔

لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے کہ والدین اولاد سے ناراض ہوجاتے ہیں؟ حالانکہ ماں باپ تو بہت خیر خواہ ہوتے ہیں، بہت محبت کرنے والے ہوتے ہیں، انہوں نے اولاد پر بڑی محنت کی ہوتی ہے لہذا وہ اولاد سے توقع رکھتے ہیں کہ اولاد ان کی بات مانے مگر بعض اوقات جب اولاد ان کی توقعات پر پورا نہیں اترتی تو وہ اپنے غم وغصے کا اظہار

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مختلف طریقوں سے کرتے ہیں اور وہ بھی کوئی بری نیت سے ایسا نہیں کررہے ہوتے، وہ اپنا حق سمجھتے ہیں اور یہ اعتماد رکھتے ہیں کہ اولاد ان کی ڈانٹ ڈپٹ خوشی سے برداشت کرے گی جبکہ بعض اوقات اولاد ایسا نہیں کرتی اور ان کے سخت معاملے سے اپنے اندر بہت منفی رویہ پیدا کرلیتی ہے جس کی وجہ سے معاملات مزید خراب ہوجاتے ہیں، بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور تعلقات میں بگاڑ آجاتا ہے تو ایسے موقع پر انسان کو صبر وتحمل اور برداشت کے ساتھ اپنی طرف سے ہر ممکن طور پر والدین کو خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہی اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے۔

خصوصاً اس وقت جب والدین بوڑھے ہوجائیں اور ان میں برداشت کی کمی ہوجائے کیونکہ اگر اولاد اور والدین دونوں میں ہی برداشت کی کمی ہوگئی تو معاملہ کبھی بھی درست نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کسی ایک کو تو اچھائی کا ثبوت دینا ہے تو اللہ تعالیٰ والدین کی بجائے اولاد سے یہ چاہتے ہیں کہ اولاد اچھے اخلاق کا ثبوت دینے میں پہل کرے۔ ایک حدیث مبارک میں آتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُل اِلَی رَسُولِ اللّٰه ﷺ فَقَالَ: جِئْتُ اُبَایِعُکَ عَلَی الهِجْرَةِ وَتَرَكْتُ أ بَوَیَّ یَبْكِیَانِ، قال: ارْجِعْ فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَیْتَهُمَا. (ابو داؤد)

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ ﷺ کے پاس ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور میں نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ دونوں رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ اور اُن کو ہنساؤ جیسا کہ تم نے ان

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کو رُلایا ہے۔ یعنی ان کو ناراض نہ کرو۔ یہاں ہجرت جیسے عظیم عمل سے بھی اس وقت تک روک دیا گیا جب تک کہ ماں باپ خوش نہ ہوں۔

خدمت کرنا

زبان سے شکریہ بول دینا یا ایک دو لطیفے سنا کر ہنسا دینا اور یہ سمجھنا کہ ہم نے ان کو خوش کر دیا تو یہ کافی نہیں ہے والدین کو خوش کرنے کے لئے ان کی خدمت کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ خصوصاً جب وہ بوڑھے ہو جائیں اور ہماری خدمت کے محتاج بھی ہوں۔

صحیح مسلم میں آپ ﷺ نے فرمایا: عَنْ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ قِيلَ: مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ أَدْرَکَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَ هُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. آپ ﷺ نے فرمایا "وہ آدمی ذلیل ہو پھر ذلیل ہو پھر ذلیل ہو"۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون آدمی؟ فرمایا "وہ آدمی جس نے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں، کسی ایک کو یا دونوں کو پایا۔ پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا"۔

لہذا ایک تو بڑھاپے کی عمر کے باعث ان کی خدمت ضروری ہے اور پھر خاص طور پر جب آپ اولاد کی حیثیت میں ہوں تو اس ناطے سے بھی والدین کا حق بنتا ہے کہ اولاد والدین کی خدمت کرے۔ ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ بہت سے بچے ہوتے ہیں اور ماں باپ کبھی ایک کے پاس اور کبھی دوسرے کے پاس چلے جاتے ہیں اس طرح اولاد مل جل کر اس کام کو باہم تقسیم کر لیتی ہے لیکن بعض اوقات ایسی صورت

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہوتی ہے کہ ہمارے سوا ان کا خیال رکھنے والا کوئی اورنہیں تو اگر ہم بھی ان کا خیال نہیں رکھتے تو ایسی صورت میں غفلت برتنے والے کے لئے ہی مندرجہ بالا حدیث میں خاص طور پر وعید آئی ہے۔ جیسے بعض مما لک میں لوگ والدین کو اولڈ ہومز میں چھوڑ آتے ہیں اور پلٹ کر مہینوں اور سالوں خبر گیری نہیں کرتے۔ اسی طرح ملاقات اور ضروریات کا خیال کرنے کی بجائے مدر ڈے اور فادر ڈے وغیرہ یا دیگر خاص مواقع پر محض کارڈ بھیج دیتے ہیں۔

ماں باپ کی خدمت گزاری کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے جیسا کہ بخاری کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے پہلی امتوں میں سے تین لوگ ایک سفر پر نکلے، حتی کہ (رات ہوگئی، چنانچہ) رات گزارنے کے لئے وہ ایک غار میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑ سے ایک بڑا سا پتھر لڑھک کر نیچے آیا جس نے غار کے دھانے کو بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر انھوں نے آپس میں کہا کہ اس آزمائش سے نجات کی یہی صورت ہے کہ تم اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ (چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے عمل کے حوالے سے دعائیں کیں)۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور شام کو میں سب سے پہلے انہی کو دودھ پلاتا تھا، ان سے پہلے میں اہل وعیال کو اور خادم وغلام کو نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن درختوں کی تلاش میں میں دور نکل گیا اور جب واپس آیا تو والدین سو چکے تھے، میں نے شام کا دودھ دوہا اور ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں، میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہ کیا اور ان سے پہلے اپنے اہل اور غلاموں کو دودھ پلانا بھی

گوارا نہ کیا۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے، ان کے سرہانے کھڑا، ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، جب کہ بچے بھوک کے مارے میرے قدموں میں بلبلاتے رہے، حتی کہ صبح ہوگئی اور وہ بیدار ہوئے، میں نے انہیں ان کے شام کے حصے کا دودھ پلایا اور انھوں نے پیا۔ یا اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا، تو ہم اس چٹان کی وجہ سے جس مصیبت میں پھنس گئے ہیں، اس سے ہمیں نجات عطا فرما۔ پس وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن ابھی وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے دعا کی، یا اللہ! میری چچازاد بہن تھی جس سے مجھے اتنی محبت تھی جتنی کہ زیادہ سے زیادہ کسی مرد کو کسی عورت سے ہوسکتی ہے۔ پس میں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ آمادہ نہ ہوئی اور اس نے انکار کردیا۔ حتی کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے میرے پاس آنے پر مجبور کردیا، میں نے اسے اس شرط پر ایک سوبیس دینار دیئے کہ وہ میرے ساتھ خلوت اختیار کرے، چنانچہ وہ آمادہ ہوگئی۔ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر! اور اس مہر کو ناحق مت توڑ، (اس کے ان الفاظ نے یا اللہ مجھ پر تیرا خوف طاری کردیا) اور میں اس دور ہوگیا حالانکہ وہ تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں نے سونے کے وہ دینار بھی چھوڑ دیئے جو میں نے اسے دیئے تھے۔ یا اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا، تو یہ نازل شدہ مصیبت ہم سے دور فرما دے! پس وہ چٹان کچھ اور سرک گئی، لیکن وہ اب بھی اس سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ تیسرے نے دعا کی، یا اللہ میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا، سب کو میں نے ان کی اجرت دے دی، صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لئے بغیر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رقم کو کاروبار میں لگایا حتی کہ اس سے بہت سا مال بن گیا، کچھ عرصے کے بعد اس نے میرے پاس آ کر کہا، اللہ کے بندے! مجھے میری اجرت عطا کر۔ میں نے کہا یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آ رہے ہیں، یہ سب تیری اجرت کا ثمر ہے۔ اس نے کہا اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ چنانچہ وہ سارا مال لے گیا، اس میں سے اس نے کچھ نہ چھوڑا۔ یا اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا، تو یہ مصیبت جس میں ہم مبتلا ہیں، ہم سے دور فرما دے! پس وہ ساری چٹان سرک گئی اور غار کا منہ کھل گیا اور سب باہر نکل آئے۔

عاجزی سے پیش آنا

خدمت کے ساتھ ساتھ والدین کے سامنے عاجزانہ رویہ ہونا بھی بہت ضروری ہے بہت سے لوگ ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ بدتمیزی سے بھی پیش آتے ہیں تکبر کرتے ہیں جب کہ اس سے روکا گیا ہے اور عاجزی وانکساری کا سبق دیا گیا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب ہم خدمت کرتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا احسان کیا ہے اب ہمارا حق ہے کہ ہم جو چاہیں انہیں سنا دیں۔ ان کی خدمت کرنے کے باوجود ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے عاجزی وانکساری سے کام لینا چاہئے۔ اس بارے میں قرآن پاک کی ایک آیت آتی ہے۔

﴿وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ .... (الاسراء: ۲۴)

"ان دونوں کے لئے رحمت کے ساتھ اپنے کندھے جھکا کر رکھو"

یعنی شفقت کا معاملہ کرتے ہوئے اپنے انداز میں بھی عاجزی رکھو۔ ماں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

باپ کے سامنے اکڑ کر نہ بیٹھیں اور نہ ہی کندھے اچکائیں یعنی رویہ میں بھی عاجزی و انکساری ضروری ہے بعض لوگ ماں باپ یا بڑوں سے بات کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں یا تیوری چڑھائے ہوئے بات کرتے ہیں یا موڈ آف کر لیتے ہیں یا ان سے بولنا ہی پسند نہیں کرتے۔اسی طرح والدین کی کمزوریوں اور غلطیوں پر انھیں ٹوکنا اور ان پر تنقید کرنا خلافِ ادب ہے۔ان پر اپنی مرضی مسلط کرنا، بات بات پر انہیں سمجھانے بیٹھ جانا بھی درست رویہ نہیں خصوصاً ان کے بڑھاپے اور بیماری میں۔یہ سب چیزیں تکبر کی علامت ہیں۔اللہ تعالیٰ کو عاجز بندے پسند ہیں اور خصوصاً وہ عاجزی جو اپنے ماں باپ کے لئے ہو۔

ادب واحترام

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا تو ایک سے پوچھا یہ دوسرے تمھارے کون ہیں؟اس نے کہا یہ میرے والد ہیں آپؓ نے فرمایا دیکھو ان کا نام نہ لینا کبھی ان سے آگے نہ چلنا اور نہ کبھی ان سے پہلے بیٹھنا۔پہلے ان کے بیٹھنے کا انتظام کرو اور پھر خود بیٹھو" (الادب المفرد) جیسے بعض اوقات ہمارے ہاں کچھ علاقوں میں بچے ماں باپ کا نام لے کر بلاتے ہیں جب دوسرے ان کو نام لیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ بھی نام لینا شروع کر دیتے ہیں بعض علاقوں کا کلچر ایسا ہے لیکن اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ والدین کو نام سے نہیں پکارا جائے۔عزت کے کسی لفظ سے پکارا جائے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)!"اپنے ماں باپ کی عزت کر اس لئے کہ جو

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کوئی ماں باپ کی عزت کرتا ہے میں اس کی عمر بڑھا دیتا ہوں یعنی اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہوں اوراس کوایسا بچہ عطا کرتا ہوں جواس کے ساتھ نیکی کرےاور جو ماں باپ کوستاتا ہے میں اس کی عمر کم کر دیتا ہوں اوراس کوایسی اولاد دیتا ہوں جواس کو ستائے" (وہب بن منبہ زواجرلابن حجر)

ماں باپ کوستانا ایسا گناہ ہے جس کی سزاانسان کو دنیا میں ہی مل جاتی ہے لیکن عام طور پر ہم اس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے سوچتے ہی نہیں کہ کہیں ہم تو ایسا کچھ کرنہیں رہے ہیں۔

محبت کا اظہار

ماں باپ کے ساتھ معاملہ کرنے میں صرف عاجزی وانکساری کافی نہیں بلکہ محبت کا اظہار بھی ضروری ہے مثلاً اگر آپ کندھے جھکا کرنظریں جھکا کران کے پاس خاموش بیٹھ جاتے ہیں اورکوئی بات نہیں کرتے تو یہ احسان والا رویہ نہیں ہے۔

گفتگو میں نرمی

والدین سے حسن سلوک کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ احسن طریقے سے گفتگو کی جائے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ،

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا (الاسراء:۲۳)

"ان کواف تک نہ کہواورڈانٹ کے بات نہ کرو"

اف کہنا بیزاری کی علامت ہے۔

یعنی ماں باپ سے بات کرتے ہوئے انہیں ڈانٹو نہیں ایسے لہجے میں بات

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مت کرو جیسے تم اپنے برابر والوں سے کرتے ہو یا اپنے چھوٹوں سے کرتے ہو۔ان کے ساتھ ادب واحترام کی بات ہو۔ پھراسی طرح نرمی سے گفتگو ہونی چاہیئے۔حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، "جوشخص اپنے ماں باپ کی ملاقات کو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے سونیکیاں لکھتے ہیں،سو گناہ معاف فرماتے ہیں سو درجے بلند فرماتے ہیں، پھر جب وہ ان کے سامنے بیٹھ کر اچھی باتیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں نور دینے کا وعدہ کرتا ہے اور جب وہ اٹھتا ہے تو گناہوں سے پاک صاف ہو کے اٹھتا ہے" (بدرۃ الناصحین)

کتنا اجروثواب ہے اس ملاقات اور پھر پاس بیٹھ کر محبت وشفقت سے اچھی باتیں کرنے کا۔لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بچے ماں باپ کو بھلائے رکھتے ہیں۔خصوصاً تب جب تک انہیں اپنے گھروں میں کوئی پریشانی نہ ہو لیکن جب زندگی میں پریشانی، دکھ یا کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو والدین کو پریشان کرنے چلے جاتے ہیں۔حتیٰ کہ ان کی زندگی میں کوئی سکھ نہیں چھوڑتے۔تو ایسے رویہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

یقیناً مشکلات کے حل میں ماں باپ سے آپ اچھی رائے لے سکتے ہیں، مخلصانہ مشورہ لے سکتے ہیں۔ بہت کچھ آپ کو ان سے مل سکتا ہے۔وہ آپ کے مسائل سب سے بہتر طور پر حل کر سکتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ صرف ایسے موقعوں پر ہی ہمیں ماں باپ کیوں یاد آتے ہیں؟ یا ہم صرف دکھ اور تکلیف کے موقع پر ہی ماں باپ کے ساتھ تعلق کیوں رکھتے ہیں؟ اور صرف دکھ اور پریشانی کی خبر سنانے کے لئے ہی کیوں پہنچ جاتے ہیں؟ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سمجھدار اولاد اپنے صدمے، دکھ، غم خود ہی برداشت کر لیتی ہے اور بات بات پر ماں باپ کو ستانے اور پریشان کرنے کی بجائے

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خود اپنے مسائل کا ممکنہ حل تلاش کرتی ہے۔

پھر اسی طرح والدین کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے۔ دنیا میں ہر طرح کے انسان ہیں۔ سب ماں باپ متقی پرہیزگار اور نیک لوگ نہیں ہوتے چور اور ڈاکو بھی کسی کے ماں باپ ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن ابیٔ منافقوں کا سردار تھا لیکن اس کا بیٹا ایک سچا مخلص مومن تھا اب اس کے لئے ایک بہت بڑی مشکل یہ تھی کہ باپ ایک اچھا انسان نہیں تو عموماً ایسے موقع پر بھی انسان شش و پنج میں پڑ جاتا ہے مثلاً کسی کا باپ جس کا کردار اچھا نہیں وہ دوسروں پر زیادتی کرتا ہے بہت بد اخلاقی کرتا ہے یا کسی بھی طرح وہ اچھا انسان نہیں تو ایسے میں انسان ماں باپ کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی حجت تلاش کر لیتا ہے اس کو justify کر لیتا ہے۔ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جو نئے نئے دین کی طرف آتے ہیں اگر وہ خود نماز پڑھنے لگتے ہیں اور ماں باپ نماز نہیں پڑھتے تو ان سے بدتمیزی کے ساتھ پیش آتے ہیں یا ان سے میل جول چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارا دین ہمیں یہ نہیں سکھاتا۔ آپ ﷺ نے حضرت اسماءؓ کو اس وقت بھی ان کی والدہ سے حسن سلوک کا سبق دیا جب والدہ مشرکہ تھیں۔

اسی طرح کسی دوسرے کے والدین کو بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ سب کے ماں باپ محترم ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالَدَيْهِ؟ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أبا الرَّجُلُ، فَيَسُبُّ أباهُ، ويَسُبُّ أُمَّهُ. (متفق عليه)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا" سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے"۔عرض کی گئی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" کہ ایک شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو گویا خود اس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی"۔

ہوتا یہ ہے کہ جب آپ کسی کے ماں باپ کو گالی دیں گے تو وہ پلٹ کر آپ کے ماں باپ کو گالی دے گا تو گویا اگر آپ نے ایسے غلط کام کا آغاز کیا ہے تو آپ نے اپنے ماں باپ کو خود ہی گالی دی۔ ویسے بھی آپ دیکھیں کہ اولاد یا تو ماں باپ کی عزت کا سبب ہوتی ہے یا پھر ان کی رسوائی کا۔ ہمارے اچھے کام جو ہیں وہ صرف ہمارے لئے ہی فائدہ مند نہیں ہوتے بلکہ ہمارے ماں باپ کی عزت کا سبب بھی بنتے ہیں جب کہ ہماری غلطیاں اور برائیاں ہمارے ماں باپ کی رسوائی کا سبب بن جاتی ہیں۔اس لئے جو شخص حقیقت میں یہ چاہتا ہو کہ اس کے ماں باپ کی عزت ہو تو اس کو غلط کاموں سے پرہیز کرنا چاہیئے اور رسوا کن باتوں سے بچنا چاہیئے۔

اطاعت و فرمانبرداری

والدین کے ادب،عزت،احترام کے ساتھ ساتھ ان کی بات بھی ماننی چاہیئے صرف یہی نہیں کہ ان کو اچھے اچھے القابات سے یاد کریں اور ان کے سامنے ایسے دعوے کریں کہ آپ ہمیں بہت عزیز ہیں،ہم آپ کا ادب واحترام کرتے ہیں جبکہ اگر وہ کوئی کام کہیں تو کر کے نہ دیں،ٹال مٹول کریں یا جھوٹے وعدے کریں۔

اس کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نے فرمایا" جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ان ہدایات اور احکام میں اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہو جو اس نے ماں باپ کے حق میں نازل فرمائے ہیں، تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہے اور جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں اللہ کے بھیجے ہوئے احکامات سے منہ موڑے ہوئے ہے تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہے تو دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہے" اس پر ایک آدمی نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ماں باپ اسکے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی فرمایا "ہاں اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی" (مشکوٰۃ)

یعنی تب بھی ان کے ساتھ بدتمیزی اور بداخلاقی کے بجائے خاموشی اور ادب واحترام کے دائرے میں رہنا ضروری ہے آپ دیکھئے کہ اگر ستارے اپنی جگہ چھوڑ کر ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگیں تو کیا ہو؟ اگر ایک ستارہ یا سیارہ اپنے مدار سے نکل کر باہر کی طرف جانے لگے تو ہر چیز تباہ ہو جائے۔ بالکل اسی طرح جب اولاد اپنی حدود سے آگے نکل کر زیادتی اور بدتمیزی شروع کرتی ہے تو اس سے ماں باپ کے حقوق تلف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے اور پورا خاندان متاثر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا "باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے باپ کی اطاعت کر کے چاہے تو اُس دروازے کی حفاظت کر یا نافرمانی کر کے اسے برباد کر دے" (ترمذی)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا، بَرُّوْا اٰبَآئُکُمْ تَبرُّاَ بْنَآءُ کُمْ. (طبرانی)

"اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ بھلائی کرے گی"

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا،"والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال سے آتی ہے مگر والدین کی نافرمانی کرنے والا اس کی خوشبو نہیں پائے گا"(طبرانی)

وَعَنْ أَبِی بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَلا أُنَبِّئُکُمْ بِأَ کْبَرِ الْکَبَائِرِ ؟ ثلاَ ثًا. بَلَی یَا رَسُولَ اللّٰـہ قَالَ: اِلا شْرَاکُ بِاللّٰہ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَیْنِ. وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: أَلا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَۃُ الزُّورِفَمَا زَالَ یُکَرِّ رُهَا حَتّٰی قُلْنَا: لَیْتَہُ سَکَتَ. (متفق علیہ)

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا،" کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہ بتاؤں ؟ تین مرتبہ فرمایا۔صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ (ضرور ارشاد فرمایئے) آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے اس وقت آپؐ تکیہ لگائے ہوئے تھے تکیہ چھوڑ دیا۔فرمانے لگے سنو جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا۔پھر آپ ﷺ یہی فرماتے رہے۔یہاں تک کہ ہم نے کہا، کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کہ قابل ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی ان گناہوں میں سے ہے جس کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے۔

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

وَعَنْ اَبِی بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُلُّ الذُّنُوبِ یَغْفِرُاللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْھَا مَا شَآءَ اِلَّا عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیٰوۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ (شعب الا یمان)

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے ان میں سے جو چاہتا ہے مگر والدین کی نافرمانی، پس تحقیق اللہ جلد ہی سزا دیتا ہے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والوں کو دنیا کی زندگی میں مرنے سے پہلے "یعنی کچھ گناہ تو ایسے ہیں کہ جن کی سزا دنیا میں نہیں بلکہ آخرت ہی میں ملے گی۔لیکن ماں باپ کو ستانا ایسا گناہ ہے کہ جس کی سزا دنیا میں ہی شروع ہو جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِاَنَّ رِضَآ ءَ اللّٰہِ فِی رِضَآ ءِ الْاُمِّ وَسَخْطَ اللّٰہِ فِیْ سَخْطِ الْاُمِّ.

(مسند احمد، طبرانی)

"اللہ تعالیٰ کی رضامندی والدہ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدہ کی ناراضگی میں ہے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں داخل ہو گا جنت میں احسان جتانے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب پینے والا" (نسائی)

مگر ان تمام باتوں کے علاوہ کچھ صورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن میں والدین کی بات نہیں مانی جاسکتی۔ان میں سے ایک تو یہ کہ اگر ماں باپ یہ کہیں کہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرو تو یہ نہیں ہوسکتا۔آپ جانتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی والدہ ان کے قبول اسلام پہ ناراض ہوگئیں انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور کہا کہ میں اس وقت تک آرام نہیں کروں گی جب

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تک کہ تم کفر کی طرف واپس نہیں پلٹتے۔وہ بہت پریشان ہوئے اور حضور ﷺ سے عرض کی اس پر یہ آیت اتری تھی؛

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَّاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْيَا مَعْرُوْفاً O(العنکبوت:۸)

"ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی اگر تیرے ماں باپ تجھے میرے ساتھ شرک کرنے کو کہیں تو ہرگز ان کی بات نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلے طریقے سے رہنا"

اسی طرح اگر ماں باپ کہیں کہ نماز نہ پڑھو تو ان کی اطاعت نہیں ہوسکتی۔لیکن یہ نہیں کہ بدتمیزی اور تکبر کے ساتھ ان کی نافرمانی کرو بس خاموشی کے ساتھ انسان اس حکم کو نہ مانے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں ہو۔البتہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے۔

ضروریات کا خیال رکھنا

صرف زبانی کلامی باتیں اور چند خدمت کی چیزیں کافی نہیں ہیں بلکہ انکی ضروریات کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے ان پر خرچ کرنا لازم ہے قرآن پاک میں آتا ہے کہ

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ...O (البقرة:215)

"یہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں،آپ ﷺ کہہ دیجئے مال میں سے جو تم خرچ کرو والدین کے لئے ہے"۔

یعنی آدمی کے مال پر پہلا حق ماں باپ کا ہے کوئی صدقہ خیرات اس وقت

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تک اپنے مقام کو نہیں پہنچتا یا اجروثواب کا باعث نہیں ہوتا جب تک انسان اپنے فرائض کو ادا نہ کرے اور خاص طور پر جب ماں باپ اپنی اولاد پر انحصار کرتے ہوں۔ اولاد پر لازم ہے کہ اپنے مال میں سے خوشی خوشی والدین پر خرچ کرے۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ابن عباسؓ سے پوچھا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہنم سے دور رہیں اور جنت میں داخل ہوں؟ ابن عباسؓ نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں۔ابن عمرؓ نے پوچھا کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباسؓ نے کہا جی ہاں میری والدہ زندہ ہیں ابن عمرؓ نے نصیحت کرتے ہوئے کہا اگر تم ان کے کھانے پینے کا خیال رکھو تو ضرور جنت میں جاؤ گے۔ بشرطیکہ کہ تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو(الادب المفرد) اس سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ پر خرچ کرنا جنت میں لے جانے والے کاموں میں سے ہے۔

ایک بار ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔آپ ﷺ نے اس آدمی کے باپ کو بلایا ایک بوڑھا کمزور شخص لاٹھی ٹیکتا ہوا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس بوڑھے سے تحقیق فرمائی۔اس نے کہنا شروع کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی۔میں مالدار تھا یہ خالی ہاتھ تھا میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا۔آج میں کمزور ہوں یہ تندرست اور قوی ہے، میں خالی ہاتھ ہوں یہ مالدار ہے اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے۔بوڑھے کی باتیں سن کر رحمت دو عالم ﷺ رو پڑے اور فرمایا:

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَ بِیْکَ "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے"۔

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دعا کا اہتمام کرنا

پھر یہ کہ صرف مال خرچ کرنا اور خدمت کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ان کے لئے دعا کرنا بھی ضروری ہے اور یہ دعا اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں سکھائی ہے۔ **وَ قُلْ رَّبِّ ارْ حَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا** "اور آپ کہہ دیجئے اے میرے رب ان دونوں پہ رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا" پھر یہ کہ والدین پر بڑھاپے میں خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ وہ کمزوری کا وقت ہوتا ہے، دنیا سے واپسی کا وقت ہوتا ہے ایسے میں انسان پر امید کے بجائے مایوسی کا ایک عالم ہوتا ہے۔ دل گرفتہ اور دکھی ہوتا ہے ایسے میں اولاد پر ماں باپ کا حق اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَ بِالْوَ الِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرُ اَحَدُ هُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً.....o** (الاسراء:۲۳)

"اور والدین کے ساتھ احسان کرو اگر ان میں سے تمہارے پاس ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں تو ان کو اف تک نہ کہو۔ ان کو جھڑکو نہیں اور ان سے عزت والی بات کرو"

ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ بڑھاپے میں بچوں کی طرح ہی ہو جاتے ہیں۔ ایک ہی بات بار بار کریں گے، کبھی ضد کریں گے، کبھی ناراض ہونے لگیں گے، کبھی بے وجہ ہنسیں گے۔ ایسے میں انسان کے لئے معاملہ کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے اور یہ بڑا صبر کا وقت ہوتا ہے اس لئے خصوصی طور پر بڑھاپے کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اس وقت بھی عزت کی بات کرو اور ان کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرو۔

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں آپ ﷺ کے ہاتھ پہ ہجرت اور جہاد کے لئے بیعت کرتا ہوں اور اس کا اجر اللہ سے چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا" کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے"بولے جی ہاں دونوں زندہ ہیں فرمایا" کیا تم واقعی اللہ سے اپنی ہجرت اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو"؟ اس نے کہا جی ہاں ۔آپ ﷺ نے فرمایا "تو جاؤ ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان سے نیک سلوک کرو تم کو اجر مل جائے گا"(متفق علیہ)

ماں کا درجہ زیادہ ہے

ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:"تمہاری ماں، تمہاری ماں ، تمہاری ماں"، چوتھی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا" تمہارا باپ"۔(بخاری،مسلم)

دوسری جگہ فرمایا،اَنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ (متفق علیہ)

اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے" حضرت جاہمہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ میرا ارادہ جہاد کا ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا" تمہاری ماں زندہ ہے تو جاؤ ان کی خدمت میں لگے رہو جنت انہیں کے قدموں میں ہے"(ابن ماجہ)

حضرت اویس قرنیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آپ ﷺ سے شدید

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

محبت کے باوجود آپ ﷺ کا دیدار نہ کر سکے کیونکہ ان کی والدہ بوڑھی تھیں اور آپ ﷺ نے والدہ کی خدمت کے لئے اُن کو حکم دیا تھا کہ آپ ہجرت کر کے نہ آئیں اورانہیں کے پاس رہیں۔اسی طرح وہ حج نہیں کر سکے تھے والدہ کی وفات کے بعدانہوں نے اپنی حج کی آرزو پوری کی۔اتنے نیک انسان تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ "وہ (حضرت اویس) آئیں توتم ان سے اپنے لئے دعا کروانا"۔یہ سب درجہ ومقام ان کوہجرت اور جہاد سے نہیں ملا اگر چہ ہجرت اور جہاد بھی اپنے مقام پراہم ہیں لیکن انہیں یہ درجہ اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے ملا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "میں جنت میں داخل ہوا" (یعنی آپ ﷺ خواب کی حالت میں جنت میں داخل ہوئے)" تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سنی میں نے کہا یہ کون ہے جو قرآن پڑھتا ہے"؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں حضور ﷺ نے فرمایا،" ماں باپ سے نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے۔حارثہ بن نعمانؓ اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیکی کرنے والے تھے" (مشکوٰۃ)

گویا اس نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں قرآن پڑھنے کی سعادت بخشی۔یہ ہم سب کے لئے ایک بڑے سبق کی بات ہے کہ انسان جب ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو دنیا میں بھی اس کے لئے خیرو بھلائی کے دروازے کھلتے ہیں اورآخرت میں بھی اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

ماں باپ خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، گناہ گار ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی اولاد کا یہ فرض ہے کہ اپنے حصے کی ذمہ داری پوری کرے اوروالدین سے حسن سلوک کرتی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مرنے کے بعد حسن سلوک

حسن سلوک والدین کی زندگی تک محدود نہ ہو بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہے۔خصوصاً اگر کسی انسان سے والدین کی زندگی میں اُن کے ساتھ کوئی کوتاہی ہوگئی ہو اور ان کے مرنے کے بعد اب اس کے اندر احساس ندامت پیدا ہوتا ہے۔تو وہ اس کی کچھ تلافی ابھی بھی کرسکتا ہے۔حضرت ربیعہ ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا ایک انصاری آیا اور عرض کی ۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میرے والدین کی وفات کے بعد بھی مجھے ان سے اچھا سلوک کرنا ہے (یعنی (بالوالدین احسانا) کیا زندگی تک ہے یا بعد میں بھی ہے)،
آپ ﷺ نے فرمایا ہاں چار باتیں تجھ پر ضروری ہیں:

۱۔ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا۔

۲۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا۔

۳۔ جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اس کو پورا کرنا۔(یعنی اگر کسی کو دینے دلانے کا کچھ کہہ گئے ہیں)

۴۔ ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا یہ وہ نیکی ہے جو ان کی وفات کے بعد بھی تم پر لازم ہے" (ابن حبان)

جو اولاد ہر روز پانچ وقت نماز پڑھتی ہے تو نماز کے آخر میں اس وقت تک سلام نہیں پھیرتی جب تک کہ اپنے ماں باپ کے لئے یہ دعا نہیں کرلیتی ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب" کہ اے میرے رب مجھے بخش

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دے میرے والدین کو اور ساری دنیا کے مومنوں کو بخش دے جب حساب کا دن قائم ہو"، یعنی اگر کوئی شخص ان کی زندگی میں اچھا نہیں کر سکا تو بعد میں ان کے لئے خوب خوب دعا کرے تو اس کی جو کوتاہی ہے وہ اس سے پوری ہو جائے گی۔ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب ختم ہو جاتا ہے (یعنی خود کچھ نہیں کر سکتا) مگر تین عمل باقی رہتے ہیں۔

۱۔ صدقہ جاریہ

۲۔ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے

۳۔ نیک اولاد جو والدین کے لئے دعا کرے۔" (مسلم)

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ انسان کی دعائیں ماں باپ کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا " کسی شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے اور وہ ان کا نافرمان ہو، مگر ان کے لئے دعا اور استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیکوکار لکھ لیتا ہے"۔ (بیہقی)

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے درجے بلند ہوتے ہیں تو حیرت سے پوچھتا ہے کہ یہ کیسے ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے بخشش کی دعا کرتی رہی ہے یعنی دعائیں ماں باپ کو پہنچتی ہیں حتیٰ کہ ماں باپ کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور وہ اس وقت حیران ہوتا ہے کہ میرے عمل تو ختم ہو گئے تھے اب یہ مجھے کس چیز کا فائدہ پہنچ رہا ہے تو اُسے بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد کی دعاؤں کا۔ (مسند احمد)

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

والدین کی طرف سے صدقہ خیرات

والدین کی طرف سے ان کے مرنے کے بعد دعا کے علاوہ صدقہ خیرات کثرت سے کرنا چاہئے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے (اُن کے ثواب کی خاطر) کونسا صدقہ فضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "پانی پلانا"، تو سعدؓ نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعدؓ کی ماں کے ثواب کے لئے ہے (ابوداؤد) یعنی صدقہ جاریہ کے لئے کنواں بھی کھدوایا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو فائدہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" اس نے کہا میرا ایک باغ ہے میں آپ ﷺ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ میں نے اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کردیا۔ (ترمذی)

وعدے اور نذریں پوری کرنا

پھر اسی طرح ان کے وعدے، وصیتیں، ان کی نذر، ان کے قرض، ان سب کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضور ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ان کی ماں نے ایک منت مانی تھی۔ اور وہ اس کو ادا کرنے سے پہلے مرگئیں (یعنی اب اُس منت کا کیا ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا "تو اس کی طرف سے ادا کر" (بخاری)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے حسن سلوک

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا (یعنی مجھ سے کبیرہ گناہ ہو گیا ہے) کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، فرمایا اس سے نیک سلوک کرو" (ترمذی)

تو گویا ماں کے بعد خالہ سے اچھا سلوک کرنا بھی انسان کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن دینار سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی انہیں ایک راستے میں ملا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا اور اسے اس گدھے پر سوار کر لیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جو ان کے سر پر تھا۔ ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ تو دیہاتی لوگ ہیں، تھوڑی سی چیز سے بھی راضی ہو جاتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کا باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے۔

یعنی باپ موجود نہیں یا فوت ہو گیا ہے یا اس شہر میں نہیں تو اس کے جو دوست ہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک بھی بہترین نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

زیارت قبور

اگر ممکن ہو تو کبھی کبھار والدین کی قبر پر جا کر ان کے لئے دعائے استغفار کرنی چاہیئے ،حضرت ابو ہریرہؓ اور بریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر جب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو صحابہ کرامؓ تھے وہ بھی آپ ﷺ کو روتا دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔حضرت بریرہؓ کہتی ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جس قدر آپ ﷺ اپنی والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر روئے (مسلم) حالانکہ آپ ﷺ دنیا کے عظیم ترین انسان تھے بہت صابر تھے لیکن یہ رونا محبت ، ہمدردی اور شفقت کا رونا تھا۔

رضاعی والدین

پھر اسی طرح کچھ اور لوگ جو حقیقی والدین تو نہیں لیکن والدین کے درجے میں آتے ہیں ان کے ساتھ بھی حسن سلوک بہت ضروری ہے ان میں ایک تو رضاعی والدین آتے ہیں جو بچے کی رضاعت کی بناء پر والدین کا درجہ پاتے ہیں ایک حدیث میں آتا ہے،حضرت ابو طفیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ گوشت تقسیم کر رہے تھے۔اتنے میں ایک خاتون آئیں اور آپ ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئیں۔آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں۔میں نے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ آپ ﷺ کی وہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا (ابوداؤد) یعنی آپ ﷺ نے اپنی رضاعی والدہ کے ساتھ نہایت عزت و احترام کا معاملہ کیا۔

سسرالی والدین

پھر اسی طرح سسرالی والدین میں ساس سسر ہیں وہ بھی ماں باپ کے درجے میں آتے ہیں ان سے اچھا سلوک، ان کی خدمت، ان کا خیال رکھنا یہ بھی بہترین نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

سوتیلے والدین

عام طور پر ہمارے معاشرے میں سوتیلے والدین سے عزت و احترام کا سلوک نہیں کیا جاتا تاہم دیکھتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے اپنی سوتیلی والدہ کے ساتھ کس قدر عزت کا سلوک کیا۔ جب حضرت یوسف کو مصر کی بادشاہت ملی تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے ہاں مصر میں بلایا، والد تو حقیقی تھے مگر ان کی والدہ سوتیلی تھیں کیونکہ ان کی اپنی ماں بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھیں انہوں نے سوتیلی والدہ کو بھی عزت کے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان کے ساتھ اسی طرح احترام کا معاملہ کیا کہ جس طرح کوئی نیک شخص اپنے والدین کے ساتھ کر سکتا ہے۔

دیگر رشتہ دار

حضور ﷺ کو مدینہ آئے ابھی چار پانچ سال کا عرصہ گزرا تھا کہ حضرت فاطمہؓ بنت اُسد کی وفات کی خبر سن کر اشک بار ہو گئے۔ آپ فوراً اٹھے میت کے گھر تشریف لائے۔ میت کے سرہانے کھڑے ہو کر سخت غم کی حالت میں فرمایا، "اے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

میری ماں! اللہ آپ پر رحم کرے۔آپ میری ماں کے بعد ماں تھیں آپ خود بھوکی رہ کر مجھے کھلاتیں۔آپ کو لباس کی ضرورت ہوتی مگر مجھے پہناتیں "۔پھر آپ ﷺ نے اپنی قمیص گھر والوں کو دی اور فرمایا"میری ماں کو میری قمیص کا کفن پہناؤ"۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت ایوب انصاریؓ کو ارشاد فرمایا کہ "جنت البقیع میں جا کر قبر کھودو" جب قبر کا اوپر کا حصہ تیار ہو گیا تو آپ خود قبر میں اترے اور لحد کھودی۔اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی۔قبر تیار ہوئی تو آپ ﷺ اس میں لیٹ گئے اور دعا مانگی"الٰہی میری ماں کی مغفرت فرمانا۔ان کی قبر کو وسیع کر دینا"۔جب دعا مانگ کر آپ ﷺ قبر سے نکلے تو شدید غم کی حالت کے باعث داڑھی مبارک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی آنکھوں سے آنسو بہ کر رخساروں کو تر کر رہے تھے یہ خاتون حضرت ابو طالب کی اہلیہ تھیں جو آپ کی چچی تھیں یعنی چچی کو ماں کے درجہ میں اتنا مقام دیا۔

دایہ کا حق

اسی طرح ام ایمنؓ جو آپ ﷺ کی دایہ تھیں جب ابواء کے مقام پر آپ ﷺ کی والدہ انتقال کر گئیں تو ام ایمنؓ ہی آپ کا خیال رکھا کرتی تھیں اور وہ آپ ﷺ کو واپس مکہ لے کر آئیں تھیں۔حضور ﷺ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے"ام ایمنؓ میری والدہ کے بعد میری ماں ہیں" آپ ﷺ ان کو امی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

استاد۔روحانی والدین

پھر اسی طرح استاد ہیں۔جیسے کسی کا قول ہے کہ میرے ماں باپ تو مجھے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

آسمان سے زمین پر لائے اور میرے استادوں نے مجھے زمین سے آسمان پر پہنچایا۔یعنی ان کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے بلند مقام ملا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج ہم جو کچھ جانتے ہیں اپنے اساتذہ کی وجہ سے ہی جانتے ہیں۔اس لئے وہ بھی والدین کے درجہ میں آتے ہیں۔ان کے لئے زندگی میں عزت،ادب،احترام اور موت کے بعد دعائیں یہ تمام چیزیں ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔

بزرگوں کا احترام

پھر اس طرح تمام بزرگوں کا احترام کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیرَنَاوَ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیأْمُرْ بِالمَعْرُوفِ وَ یَنْہَ عَنِ المُنْکَر"

وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے اور اچھائی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے"۔

اس کے ساتھ ساتھ بزرگوں کی موجودگی برکت کا باعث بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْبَرَکَۃُ مَعَ أَکَابِرِکُمْ (ابن حبان) "برکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس حق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائیں تا کہ ہماری یہ زندگی پرسکون ہو جائے کیونکہ ہمارے گھروں میں عام طور پر بے چینیاں، بے قراریاں اور آپس کی ناراضگیاں بہت تکلیف دہ ہو جاتی ہیں۔بعض اوقات

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چھوٹی چھوٹی باتوں اور غلط فہمیوں سے بات شروع ہوتی ہے اور انسان دل میں غم و غصہ پال لیتا ہے اور پھر یہ غصہ بڑھتا جاتا ہے اور یوں یہ پیار بھرے رشتے دشمنیوں میں بدل جاتے ہیں اس کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ انسان صبر و برداشت اور تحمل کا ثبوت دے اور ہر حال میں اللہ کے حکم کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کرے تو انشاء اللہ اس صبر و قربانی کی وجہ سے انسان کو دنیا میں بھی اس کا صلہ ملے گا اور آخرت میں تو یقینی طور پر اجر ملے گا۔(انشاءاللہ)

........................☆................................

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اپنا جائزہ لیجیے

☆ کیا والدین کے احسانات پر میں نے ان کا شعوری طور پر شکریہ ادا کیا؟

☆ کیا ان کو سلام کرنے میں پہل کی؟

☆ کیا ان کا حال پوچھا؟

☆ والدین کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے میرا لہجہ کیسا ہوتا ہے؟

☆ میرا والدین کو مخاطب کرنے کا انداز کیسا ہوتا ہے؟

☆ کیا میں نے اپنے والدین کے ساتھ کبھی محبت کا اظہار کیا؟

☆ کیا بطور اظہار محبت کبھی والدین کو تحائف پیش کیے؟

☆ کیا والدین کے بلانے پر فورا جواب دیا؟

☆ والدین کا جائز حکم ماننے کے بجائے کسی دوسرے انسان کی بات کو ان پر ترجیح تو نہیں دی؟

☆ ان کی ڈانٹ یا ناراضگی پر ان سے بدگمانی تو پیدا نہیں ہوئی؟

☆ کہیں بدگمانی کی صورت میں میں نے اپنے والدین کے خلاف کسی مجلس میں گفتگو تو نہیں کی؟

☆ کیا والدین کے لباس اور کھانے پینے کا خیال رکھا؟

☆ والدین کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا؟

☆ کیا والدین کے لئے دعا کی؟

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الہدیٰ ایک نظر میں

الھدیٰ انٹرنیشنل ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان، قرآن وسنت کی تعلیم اور خدمت خلق کے کاموں میں 1994ء سے کوشاں ہے۔ الحمدللہ آج نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں اس کی شاخیں اسی مقصد کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ فاؤنڈیشن کے تحت درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

شعبۂ تعلیم وتربیت: اس شعبہ کے تحت قرآن وسنت کی تعلیم اور طالبات کی تربیت وکردار سازی کے لیے مختلف دورانیے کے درج ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:

- تعلیم القرآن: مکمل قرآن مجید کا لفظی ترجمہ وتفسیر، تجوید، حدیث وسیرت النبی ﷺ اور فقہ العبادات پر مشتمل کورسز ہیں۔
- ناظرہ وتجوید اور تحفیظ القرآن: قرآن مجید کو درست پڑھنے اور حفظ کے کورسز ہیں۔
- تعلیم الحدیث: صحیح بخاری، ریاض الصالحین کے منتخب ابواب اور علوم الحدیث پر مبنی ہیں۔
- روشنی کا سفر: یہ کورس کم پڑھی لکھی لڑکیوں کے لیے اسلامی تعلیمات پر مشتمل کورس ہے۔
- روشنی کی کرن: ناخواندہ خواتین ولڑکیوں کی تعلیم وتربیت کورس ہے۔
- ریالٹی چیک: انگریزی زبان میں ہفتہ وار تعلیمی پروگرام ہے۔
- منارالاسلام: بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے ہفتہ وار پروگرام اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کے لیے مفتاح القرآن پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔
- فہم القرآن: رمضان المبارک میں روزانہ ایک پارہ کے ترجمہ اور فہم پر مبنی پروگرام ہے۔
- سمر کورسز: گرمیوں کی چھٹیوں میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والی ہر عمر کی خواتین، لڑکیوں اور بچوں کے لیے مختصر دورانیے کے کورسز پڑھائے جاتے ہیں۔
- الہدیٰ کیمپس اور برانچز میں تدریس کے علاوہ گھر بیٹھے بذریعہ خط وکتابت اور آن لائن تعلیم حاصل کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔

شعبۂ نشر واشاعت: قرآن وسنت کی تعلیم کو عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے الہدیٰ پبلی کیشنز کے تحت مختلف موضوعات پر کتب، کارڈز، کتابچے اور پمفلٹس چھپوائے جاتے ہیں اور ان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔

- قرآن مجید کی قراءت، ترجمہ وتفسیر، حدیث وسیرت النبی ﷺ، مسنون دعاؤں اور روزمرہ زندگی کے

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مسائل سے متعلق رہنمائی پر مبنی آڈیو کیسٹس (Audio)، سی ڈیز (c.d) اور وی سی ڈیز (v.c.d) تیار کی جاتی ہیں۔اسی طرح ریڈیو، ٹی وی اور کیبل چینلز پر چلانے کے لیے بھی پروگرام تیار کیے جاتے ہیں۔

• تحریری اور صوتی مواد مندرجہ ذیل ویب سائٹس: **www.farhathashmi.com**
www.alhudapk.com سے بلا معاوضہ ڈاؤن لوڈ کر کے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

شعبۂ خدمت خلق: کے تحت متعدد معاشرتی خدمات سرانجام دی جا رہی ہیں۔مثلاً

ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف • کچی بستیوں میں تعلیمی اور رفاہی کام

• روزگار کی فراہمی ٹھیلے اور سلائی مشینیں مہیا کر کے • بیوہ اور نادار خواتین کے لیے ماہانہ وظائف

• میرج بیورو بلا معاوضہ سہولت • دینی و سماجی رہنمائی • کفن کی دستیابی

• خاتون کی میت کو غسل دینے کا بندوبست • رمضان المبارک میں راشن کی فراہمی

• عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی • کنوؤں کی کھدائی کے ذریعے خشک علاقہ جات میں پانی کی فراہمی • مستحق افراد کے لیے ماہانہ راشن اور کپڑوں کی تقسیم • فری میڈیکل کیمپوں کا قیام

• قدرتی آفات کے موقع پر ممکنہ ضروری امداد

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

04010032

پبلی کیشنز
AL-HUDA PUBLICATIONS